مطبوعات

سہ ماہی ادبیات : مجلہ اکادمی ادبیات پاکستان' شمارہ ۲۲ ج ۶ - ۱۹۹۳ء۔ مدیر مسئول : جناب غلام ربانی آگرو' مدیر اعلیٰ : خالد اقبال یاسر' مدیر منتظم : جناب افتخار عارف۔ مقام اشاعت : سیکٹر ا / ۸ - ایچ' اسلام آباد' ۴۴۰۰۰۔ صفحات : ۳۳۲ قیمت فی شمارہ ۴۰ روپے۔ سالانہ ۱۶۰ روپے بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک ۔

اول تو میں رسالے کی ظاہری خوبیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا (پہلے بھی ہمیشہ خوش ہوتا ہوں)۔ٹائٹیل سو اول درجے کا'دبیز آرٹ پیپر' پھر رنگینیوں سے بھرپور' نقوش ایسے کہ عام نظر سے دیکھو تو معما' اور کچھ دیر سکون سے دیکھو تو ان لا..معنیات میں سے وہ تصویری ساختیات رونما ہوتی ہیں کہ زوار حسین کے موقلم کو دیکھنے کو جی چاہتا ہے کہ وہ اسی دنیا کا ہے' یا بیرونی با ... سے کسی سے بھیجا گیا۔ کیونکہ آرٹ کے ہیولا کی مجموعی ساخت اوپر کو اٹھتی ہے اور دیکھنے ... کے ذہن کو بھی اٹھاتی ہے۔ ورنہ اتنے ڈیزائن دیکھے ہیں کہ جی اوب گیا' خصوصاً جو آرٹسٹ سیکس کی مکھی پر سیکس کی مکھی مارتا رہے'بلکہ کبھی تبدیلی ذائقہ نظر کے لیے بھینس بھی مار دے؟ تو ایسے اہل کمال کی چیزیں دیکھ دیکھ کر آرٹ سے منہ پھیر لیا کہ نسائیت کا گوشت قیمہ ہوتے ہوئے دیکھنے سے بہتر یہ ہے کہ آدمی بے شکر کی سیاہ کافی پی لے۔ زہر کی کاٹ زہر ہی سے ہوتی ہے۔اتنا کچھ لکھنے کے بعد ظاہر ہے کہ "وغیرہ وغیرہ" ہی لکھنے کی گنجائش ہے۔ مگر خیر دس سطر لکھ دی جائیں تو زیادہ خطرہ نہیں۔

ا سے ۱۲ صفحے تک حمد و نعت کا سلسلہ ہے۔ آج مجھے کتنی خوشی ہے کہ ادبی رسالوں میں سب سے پہلے میں نے (سیّارہ میں) اس باب کا افتتاح کیا اور بہت سی جبینیں شکن آلود ہوئیں' بہت سی زبانوں نے ملائیت کے طعنے دیے مگر ہم نے بھی اپنا چلن جاری رکھا۔ یاں وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ آج خدا کا کرم کوئی ادبی رسالہ (چاہے وہ کمیونسٹی مسلک کا ہو) حمد و نعت

کے صفحات سے خالی نہیں اور ادبیات کا تو حق ہے کہ وہ کتب و جرائد کی اس نہایت قدیم روایت کو (عربی میں، فارسی میں، اردو میں، ہماری علاقائی بولیوں میں) درخشاں کرے، اس نے حق ادا کردیا۔ تبرکاً" حمد کا ایک شعر۔

مری سوچوں کو اک میزان دے کر مرے ہاتھوں سے مجھ کو تولتا ہے

اور ایک شعر نعت کا۔

اس کے اجمال کی تفصیل رقم کیا ہو گی جو تصوّر بھی کیا ہم نے ادھورا نکلا

ادبیات نے ایک بڑا کام کیا ہے کہ ۲۳۰ صفحات میں پنجابی اور سرائیکی سے اردو میں ترجمہ کرکے ۵۱ مختصر کہانیاں پیش کی ہیں۔ ان میں سے جتنی میں پڑھ سکا وہ بہت حوصلہ افزا ہیں۔ یعنی ان مقامی زبانوں میں سوچنے اور لفظوں کو بل دینے والوں اور معنی نچوڑنے والوں نے خوجی تفکر کو بھی پیش کیا، بیانیہ طرز کو بھی پلاٹ کے ساتھ اچھی گندھاوٹ دی۔ مگر یہی باتیں براہ راست بھی اردو میں لکھی جاسکتی تھیں، کیونکہ اب دلی، لکھنؤ سے آزاد شدہ اردو پنجاب کے دیہاتی کلچر کو اٹھا سکتی ہے۔ مجھے کوئی مخالفت منظور نہیں، بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں ادب کے ذریعے فکری وحدت کی طرف آنا چاہیے اور مقامی بولیوں میں جو کچھ کہنا ہو اس کے لیے اردو میں راستے بنانے چاہئیں۔

خصوصی باب سجاد حیدر (فن اور شخصیت) کے متعلق ہے اور ۵ مضامین میں بہت کچھ آچکا ہے۔ "فنون لطیفہ" پر خصوصی مقالہ زوار حسین کے فن کے متعلق علی تنہا نے لکھا ہے۔ ہم اس دریاؤ علم کے پیراک نہ سہی، مگر سیربین سے "تک دیکھ لیا" کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ علی تنہا کے تین جملے میں درج کرتا ہوں :

"زوار حسین کی مصوّری ہمارے عہد کا چہرہ ہے" (خدا کرے کوئی چہرہ بچا رہ گیا ہو)۔

"مصوّری کے عمل سے زیادہ زوار حسین کی مساعی رہی ہے کہ مصوّری کے عمل کی مختلف ماہیتوں اور کیفیتوں کو دریافت کرے" اور

"زوار حسین کا دعویٰ ہے کہ اس نے فرانس کے نابغۂ دہر فن کاروں کے خیالات کو اردو میں ترجمہ کرتے وقت ذرا بھی دقت نہیں محسوس کی" (حسن عسکری سے اختلاف، ن، ص)۔

مصوّر کی دس تخلیقات سادہ یک رنگی رسالے میں دی گئی ہیں۔

"جائزہ" کے زیر عنوان گیارہ مطبوعات پر متعدد اصحاب کے لکھے تبصرے نکات انگیز ہیں۔

"جان پہچان" میں کچھ لکھنے والوں کے نام پتے اور بعض کی تصاویر ہیں۔

تبصرہ کیا ہوا، ہم نے صرف گنتی گن دی۔ کاش کہ مطالعہ کردہ کہانیوں پر تفصیلی رائے دے سکتا۔ (ن - ص)

سہ ماہی **"فکر و نظر" سیرت نمبر:** ظفر اسحاق انصاری صدر مجلس مدیراں۔ ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔ صفحات ۴۳۱۔ کاغذ اچھا۔ قیمت ۷۵ روپے۔

اس نمبر میں جمع شدہ تحریروں میں سے کچھ کی جھلک دیکھی، بعض کو نادر پایا، بعض پہلے میرے مطالعہ سے گزر چکی ہیں۔ ان مضمونوں کا خلاصہ بیان کرنا یا ان پر اختلافی بحثیں اٹھانا اگرچہ دلچسپ بھی ہے اور مفید بھی ہوسکتا ہے جبکہ مقصد خیر خواہی اور خدمتِ دین اور درخشانیٔ سیرتِ پاکؐ ہو۔ مگر نہ اس کی جگہ ہے اور نہ اصل مضامین پڑھے بغیر پہلے سے کچھ بحثیں قاری کے راستے میں بکھیر دینا کچھ اچھا ہے۔

البتہ مندرجات کی فہرست مع اسماء اہلِ قلم پیش کردینے سے پڑھنے والے کے سامنے ان دلچسپ مباحث و حقائق کا چمن آراستہ ہوجائے گا جن سے سیرت پاکؐ کی نگارش یا اس کے مطالعہ کا راستہ گزرتا ہے۔

ادھر کئی برس سے حبِ رسولؐ اور عقیدتِ رسولؐ کے جذبات بعض وجوہ سے ایسے شاداب ہوئے ہیں کہ ایک طرف نعتیہ شاعری کا ایک سمندر دس بارہ سال میں ٹھاٹھیں مارنے لگا ہے، دوسری طرف سیرت پاکؐ پر بڑی اہم کتابیں اور خاص اشاعتیں نمودار ہوئی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہادیٔ برحقؐ کی سیرتِ مطہرہ پر چھوٹی بڑی کتابوں اور رسائل کے خاص نمبروں کی ایک متوسط سی لائبریری وجود میں آگئی ہے۔ ایسی مختصر سی لائبریری متوسط الحال شخص خود خرید سکتا ہے یا محلوں کے کلب یا سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر اور تعلیمی ادارے اس کا انتظام بآسانی کرسکتے ہیں۔

(۱) حیاتِ رسول بہ ترتیب زمانی از ڈاکٹر محمد میاں صدیقی۔ عنوان سے ظاہر ہے کہ ولایت سے وفات تک تقریباً ۶۷ اہم واقعات کی تاریخی ترتیب۔ ہجری اور عیسوی دونوں پر تاریخیں درج ہیں، بہت مفید ہے۔

(۲) "کلام رسولؐ کے ادبی محاسن"۔ اس جامع عنوان کے تحت "حدیثِ نبوی' ابلاغی اعجاز" از ڈاکٹر ظہور احمد اظہر۔ "ادعیہ ماثورہ' ادبی محاسن" از ڈاکٹر محمد طفیل۔ "مکاتیبِ نبویؐ کا ادبی پہلو"۔

(۳) نذرانۂ عقیدت کے سلسلے میں "ہاؤسا زبان میں نعت گوئی" (یہ نیا تجربہ ہے) از ڈاکٹر محمد خالد مسعود"ذکر رسول --- بلوچی و براہوی ادب کے آئینے میں۔" از ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔ "پاکستان میں فنِ نعت" از راجہ رشید محمود۔ نوجوان کے قلم سے مبحث کا خاصا احاطہ کیا گیا ہے ۔ ریسرچ ورک ہے۔ گفتگو حوالوں سے مزین ہے۔ "بارگاہِ رسالت میں" از ڈاکٹر رحیم بخش شاہین۔

(۴) اسوۂ حسنہ کے باب میں پہلا مضمون "اسلامی فلاحی ریاست (اسوہ حسنہ کی روشنی میں)" از ڈاکٹر شیر محمد زمان ۔ یہاں میرا خیال ہے کہ ہمیں مغرب کی رائج کردہ اصطلاح فلاحی ریاست کے محدود تصور سے بالاتر ہوکر جامع اور وسیع تر خدمتی ریاست یا خادمِ خلق ریاست کی اصطلاحات کو اختیار کرنا چاہیے' کیونکہ مادی فلاح سے بالا تر فلاح کی ذمہ دار بھی ریاست ہے۔ مجھے بے حد مسرت ہے کہ مقالہ نگار نے اس حقیقت کو خود باحسنِ استدلال و بیان ص ۱۸۶ کی سطرے سے لے کر آخر صفحہ تک پیش کردیا ہے۔ میرا مقصود اسی فرق کی وجہ سے اصطلاح کو بدلنا ہے۔

"شمائلِ نبوی کا ایک ارتقائی جائزہ" از ڈاکٹر خالق داد ملک۔ "تعلیماتِ نبوی میں سائنسی محرکات" از پروفیسر امتیاز احمد سعید۔ "آنحضرت کا منہج تعلیم" از پروفیسر غزل کاشمیری۔ (کہنا پڑتا ہے کہ مولف نے پہلے سے اس موضوع پر اردو میں کام کرنے والوں کو نظرانداز کیا ہے اور وہ ان کی تحریریں جمع نہیں کرسکے۔ مثلاً پروفیسر سیّد محمد سلیم کا کام۔ ایک مقالہ راقم کا پمفلٹ کی شکل میں مطبوعہ۔ ایک مصری دانش ور کا نام میں یاد کر نہیں سکا۔ کچھ چیزیں ادارہ علم کی اور کچھ پالیسی سٹڈیز کی دیکھنی چاہئیں تھیں۔

منہج اور منہاج کے الفاظ بڑا اصطلاحی شکوہ رکھتے ہیں' مگر اردو زبان اس کے متبادل سادہ الفاظ دے سکتی ہے۔

(۵) پھر سیرت نگاری کا عنوان ہے جس میں "عربی مصادر سیرت" از سہیل حسن (مناسب فہرست ہے) اچھا مضمون ہے' مختصر بھی۔ دوسرا مقالہ "اردو زبان میں چند اہم کتبِ سیرت" کے مفید اور ضروری موضوع پر ڈاکٹر محمد میاں صدیقی نے لکھا ہے۔ خاصی کاوش کی ہے۔ ص ۲۶۳ پر نیچے سے سطر ۴ میں "امید نہیں" کا استعمال درست نہیں۔ امید اکثر اچھی چیز کی کی جاتی ہے۔ یہاں تو ہمارا مطلوب ہی یہی ہے کہ سلسلہ جاری رہے۔ مصنف نے جن کتابوں کو لیا ہے' ان میں شامل نہ ہونے والی بعض اہم کتابیں قاری کو احساس کی کمی دلاتی ہیں۔ مثلاً جناب مناظر احسن کی کتاب

النبی الخاتم۔ یہ مختصر کتاب معلوماتی لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ "الرحیق المختوم" کا کوئی ذکر نہیں، سیرتِ سرور عالم از مولانا مودودیؒ سے اعتنا نہیں کیا گیا، تیسرا حصہ قریب بہ تکمیل۔ "سیرت احمد مجتبیٰ" بھی غائب اور اس کے ساتھ ہی سیرۃ البم۔ نقوش کا رسول نمبر نمایاں طور پر رسائل کے خاص نمبروں سے ممیّز ہے، اور اسے سیرت کا انسائیکلو پیڈیا کہنا چاہیے۔ آج کا سیرت نگار اسے درکنار رکھ کر حق ادا نہیں کرسکتا۔ "عہد نبویؐ کے میدان ہائے جنگ" ڈاکٹر حمید اللہ کی کتب۔ آنحضور کے سفر۔ حاضر ہونے والے وفود۔ مکاتیبِ نبویؐ۔ سیرتِ ابنِ اسحاق کا نایاب حصہ دریافت کرکے نقوش نے شائع کیا۔ عبدالرحمٰن عبد کی کتاب "آنحضور کے نقش قدم پر"۔ یہ کتاب سفرنامہ ہی نہیں، سیرت پر حاوی ہے۔ زبان، ادب اور عقیدت کے لحاظ سے انتہائی وجد آفریں۔ اس کی ضخامت کا بھی حق آتا ہے۔ غالباً صاحبِ مضمون نے پڑھی نہیں۔ رہی راقم الحروف کی سعیٔ ادنیٰ سو اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ ۲۰ واں ایڈیشن زیرتیاری ہے، انڈیا میں الگ۔ ایک ضروری کتابی مقالہ (بہ سلسلہ پی ایچ ڈی) فیصل آباد کے ڈاکٹر خالد کا لکھا ہوا، سیرت کی کتابوں پر ہی بحث کرتا ہے۔ "غیر مسلم سیرت نگار" کے موضوع کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مقالہ "مستشرقین کی کتبِ رسولؐ" سامنے آتا ہے۔ ۳۴ صفحے کا مضمون مطالعہ کا وسیع پس منظر سامنے لاتا ہے، اور ایک مقالے کی محدودیت کے لحاظ سے حق ادا کردیا گیا ہے۔ راقم کا خیال ہے کہ ایک مکمل ضخیم نمبر اس موضوع پر آنا چاہیے اور مستشرقین کی دانستہ دسیسہ کاریوں، حالات اور افراد کے متعلق مغالطوں پر، قرآن کے انسانی کلام ہونے کے دعوے کے ساتھ اس پر حملوں، حضورؐ کی احادیث پر نہ صرف بات بات پر نکتہ چینی اور معجزات اور پیش گوئی کی تضحیک یا تردید، نیز احادیث کے خلاف مسلمانوں میں اندھی عقل پرستی اور احکام کو بدلنے کی بدآموزی یہ وہ زیادتیاں ہیں جن کی وجہ سے ہمارے دور کا فتنۂ انکارِ حدیث ابھرا اور دوسرے علمی راستے سے مذہبی امور میں مستشرقین پرستی ذہنوں کے اندر اتر گئی۔ اس سے ہمارے علومِ افکار کو پھپھوندی لگ گئی۔ پھر ممتاز لیاقت صاحب کا مضمون ہے "مقامی زبانوں میں غیر مسلم مصنفین کی کتبِ سیرت"۔ ۲۵ صفحے کے مضمون میں اچھا مواد جمع ہوگیا ہے۔

تعارفِ کتب کے ذیل میں سیرۃ المصطفیٰ، سیرۃ احمد مجتبیٰ اور سیرۃ البم پر تبصرے درج ہیں اور مفید مطالعہ ہیں۔ (ن - ص)

سالانہ مجلّہ تحقیق : مجلسِ مشاورت : غلام مصطفیٰ خان، مسز رابعہ اقبال، ڈاکٹر نجم الاسلام (مدیر)۔ ناشر : شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، نیو کیمپس، جام شورو، سندھ یونیورسٹی۔ ضخامت ساڑھے چار سو صفحات۔ قیمت ۶۰ روپے۔

سندھ یونیورسٹی کے شعبہ اردو کی طرف سے دسمبر ۱۹۹۲ء میں اشاعت پذیر ہونے والے اس ضخیم مجلّہ میں کم سے کم درجن بھر ڈاکٹروں (علمی) نے حصہ لیا ہے۔ دوسرے تمام لکھنے والے بھی کوئی کسی شعبہ کے صدر ہیں، کوئی پروفیسر ہیں، اور اکا دکا بیرونی نامور لکھنے والے۔

میں نے جو مغز کے چند سو سیل "تحقیق" کے لیے خاص کرکے ورق گردانی کی تو بہت مرعوب ہوا۔ ایک تو میں نے مخزن الغرائب وانیس العاشقین کے ادبی معرکے کی داستان طویل (۲۳ صفحے) نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھنی شروع کی، پھر جب ۶، ۸ ورق پڑھنے کے بعد محسوس ہوا کہ دلچسپی کی برف پگھل کر کم ہوئی ہے تو کسی اور آئس برگ کی تلاش ہوئی۔ مگر خاتمے تک پہنچتے پہنچتے ہماری دلچسپی کا پورا سیاچن تحلیل ہوگیا۔ آگے بڑھیں تو دشمن کا خطرہ۔ مجبوراً ڈاکٹر نجم الاسلام کے لحاظ ملاحظے کے لیے آخری لفظ تک پڑھ ڈالا۔ جیسے یہ خیال دل میں بیٹھ گیا ہو کہ نجم الاسلام دیکھ رہے ہیں۔ مزاح درکنار، یہ نتائج محنت بڑے قیمتی ہیں۔ ایک اہم مقالہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی عطا ہے۔ "سندھ مکران کی سیاسی و ثقافتی تاریخ کے چند نئے ماخذ" (۳۴ صفحے) آنکھوں سے لگایا۔ اسی فرصت میں ص ۳۰ کے شجرے دیکھے مگر نگاہ دوسری طرف گھوم گئی۔ دوسری طرف اشعار سبحان اللہ ! پھر تو پورا مشاعرہ ہی شروع ہوگیا ہے۔ آپ کے مضمون کے خطِ تحقیق سے ذہول ہوا اور اشعار سے دل کھل کر پھول ہوا۔ زمانہ کتنا بوا لفضول ہوا۔ مگر آپ دادوستد سے بالاتر ہوکر وہ کام کرگئے کہ نسلوں کے کام آئے گا۔ بس خدا کرے کہ نئی نسل تعلیمی ماحول کو برادرانہ بنا دے اور من وتو کے تمام امتیاز مٹ جائیں۔ تب تخلیق بھی ہوگی اور تحقیق بھی!

سندھ کی پاکستان کے لیے اہمیت ہے، ابوالقاسم اور باب الاسلام والا سندھ، آج نواز شریف جیسے لیڈر اور فوج کے لیے ممنون احسان سندھ، اس کے لحاظ سے آپ نے اس کی تاریخ کے جو بھی دفتر کھنگالے ہیں، اور جو بھی نئے ماخذ نکالے ہیں پاکستان پر احسان کیا ہے۔ سندھ خوش تو پاکستان خوش۔ ہمیں تو اس سندھ کو تاریخی، جغرافیائی، ارضیاتی، صنمیاتی، ثقافتی اور لسانی ہر لحاظ سے اچھی طرح پہچاننا ہے۔ کتنے ہی بے جان پہچان کے روگ میں مارے گئے۔

تذکرۂ شعرائے کاشمیر بھی تاریخ، ادب اور موجودہ حالاتِ کشاکش کے لحاظ سے مفید ہے۔

مکتوبات بہرائچ پھر ایک اہم مضمون ہے۔ بہرائچ میں بزرگان سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ "مظہریہ"

کے مکاتیب کے پہلے بھی کچھ مجموعے چھپتے رہے ہیں۔ اب ایک تازہ مجموعہ مکتوب مولوی نعیم اللہ بہڑائچی خلیفہ حضرت مظہر کی خانقاہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ خطوط غلام مصطفٰی خان کو مولانا ابوالحسن زید فاروقی سے بصورت عکسی نقل حاصل ہوئے ہیں۔ یہاں انھی مکاتیب کی تفاصیل پر گفتگو ہے۔ قابلِ تعریف کام ہے۔

ایک ادبی بحث نشاط کی بکٹ کہانی اور طالب کا تیرہ ماسہ (یا تیرا ماسہ) مسز رابعہ اقبال نے چھیڑی ہے۔ بحث پرلطف ہے اور بکٹ ہجر یا غم یا مشکلات کے معنوں میں ہے۔ بکٹ کہانی کا ہیولیٰ چونکہ بلندی میں بنا تھا۔ اس لیے عورت کی طرف سے اس میں ماہ بہ ماہ بدلتے موسموں کی ہجرزدہ طبیعت کی اثر پذیری اور اس کا اظہار ہے۔ بالکل صحیح ہے کہ کہانی کی یہ عورت ایسے اپنا دکھ بیان کرتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کلیجے کے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ باقی رہیں تحقیق انیق کی باتیں' سو وہ خود پڑھیے گا۔

"خواجہ حسن نظامی کا سفرنامہ ہندوستان ۱۹۰۷ء" فہمیدہ شیخ نے اس تحریر کے ذریعے گویا ماضی اور حال کی ملاقات کرنے کی کوشش بذریعہ "تحقیق" کی ہے۔ واقعی حسن نظامی اور ان کے معاصرین اور ان کا دور اور اس وقت کی جریدہ نگاری اور اخبار نویسی' نیز وہ خاص نقشۂ احوال جو ہندوستان میں ہر آدمی کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا۔ اور عالمِ اسلام کی مصیبتیں اور ساری دنیا میں امپریلزم کے بٹوارے۔ توبہ! توبہ ---- اور آج اس سے بھی زیادہ توبہ۔

"جام شورو کے مخطوطات --- قسط چہارم" یعنی سندھی ادبی بورڈ کے بقیہ ادبی مخطوطات کی فہرست جو ڈاکٹر نجم الاسلام کی محنت کا ماحصل ہے۔ ان میں ۲ اضافات کا بھی ذکر ہے۔ جن میں ایک پر ڈاکٹر الیاس عشقی نے اور دوسرے پر ڈاکٹر نجم الاسلام نے وضاحتیں لکھی ہیں۔

آخری حصہ تبصرے --- رفتار تحقیق اور مجالس تحقیق کے مذاکرہ پر مشتمل ہے۔ تبصرہ نگار ڈاکٹر نجم الاسلام' مرزا سلیم بیگ' عتیق احمد جیلانی ہیں۔

ہم نے تو رسالہ تحقیق ایڈٹ کرنے جتنی محنت کرڈالی۔ اب اپنا مسلک' نیکی کر دریا میں ڈال۔ (ن - ص)

قارئین ترجمان القرآن سے التماس ہے کہ ماہنامہ ترجمان القرآن کی توسیع اشاعت کے لیے چلائی جانے والی مہم میں ہمارے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔ اس سلسلہ میں اس پرچے کے ساتھ ایک خریدار کارڈ منسلک کیا گیا ہے' جس پر پاکستان میں ٹکٹ لگانے کی ضرورت نہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ سالانہ خریداری پر آمادہ احباب سے یہ کارڈ پر کروا کر حوالہ ڈاک فرمائیں۔ مزید کارڈ بھی طلب کریں۔ (ادارہ)